سرزمین دکن میں

کمال اللہی سلسلہ کے مستغرق حال بزرگ کے

مختصر احوالِ زندگی

(سلطان العارفین حضرت شاہ صوفی غلام محمدؒ کے کچھ حالات)

تالیف

محمد کرامت اللہ خاں ایم۔ ایس۔ سی۔ اگریکلچر

جائنٹ ڈائرکٹر اگریکلچر (موظف) حیدرآباد آندھراپردیش (انڈیا)

بہ اہتمام

محترم جناب مولانا حافظ محمد ودود الرحمٰن مقصود صاحب رشیدی مدظلہ

فرزند حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمٰن صاحب قاسمی دامت برکاتہم

سرزمین دکن میں

کمال اللہی سلسلہ کے مستغرق حال بزرگ کے

مختصر احوالِ زندگی

(سلطان العارفین حضرت شاہ صوفی غلام محمدؒ کے کچھ حالات)

تالیف

محمد کرامت اللہ خاں ایم۔ ایس۔ سی۔ اگریکلچر

جائنٹ ڈائرکٹر اگریکلچر (موظف)

حیدرآباد آندھراپردیش (انڈیا)

بہ اہتمام

محترم جناب مولانا حافظ محمد ودود الرحمٰن مقصود صاحب رشیدی مدظلہ

فرزند حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمٰن صاحب قاسمی دامت برکاتہم

تفصیلاتِ کتاب

نام کتاب	:	مختصر احوال زندگی
مرتب	:	حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم صاحبزادہ وجانشین عارف باللہ حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحبؒ
تالیف	:	محمد کرامت اللہ خان ایم ایس سی. (اگریکلچر) جائنٹ ڈائرکٹر اگریکلچر (موظف)، حیدرآباد آندھراپردیش۔انڈیا
بارِاول	:	۲۰۰۵ء م ۱۴۲۶ھ
صفحات	:	۳۶
تعداد	:	ایک ہزار
کتابت	:	شکیل کمپوزنگ سنٹر متصل مسجد رضیہ، جدید ملک پیٹ، حیدرآباد۔۳۶-فون:9391110835
طباعت	:	عائش آفسیٹ پرنٹرس، فون:24513095
قیمت	:	دس روپئے۔-/Rs. 10
بہ اہتمام	:	مولانا حافظ محمد ودود الرحمٰن مقصود صاحب رشیدی مدظلہٗ صاحبزادہ حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمٰن صاحب قاسمی دامت برکاتہم

ملنے کے پتے

- مکتبہ فیض ابرار، متصل جامعہ اشرف العلوم، اکبر باغ، حیدرآباد۔۳۶
- مسجد عالمگیری، شانتی نگر، نزد آئی ٹی آئی، ملے پلی، حیدرآباد
- بمکان حضرت شاہ محمد کمال الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم

نواب صاحب کنٹہ، حیدرآباد۔۵۳ فون:24474680

فہرست

۱	انتساب	۴
۲	تمہید	۵
۳	حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحبؒ کے چند احوال	۷
۴	پیش لفظ	۱۰
۵	کلام غلام	۳۰
۶	تنویر سبع مثانی	۳۰
۷	تبرکات حرمین	۳۱
۸	اسرار خطبہ نکاح	۳۲
۹	مکاتیب عرفانی	۳۲
۱۰	مکتوبات غلام	۳۳
۱۱	تاریخ وصال	۳۳
۱۲	ہمارے شیخ کی ایک جھلک	۳۶
۱۳	تصنیفات	۳۶

انتساب

مرشدی حضرت شاہ صوفی غلام محمد غلامؒ کے نام جنھوں نے شریعت وطریقت حقیقت ومعرفت کے درجات کی وضاحت کی اور ذوق صحیح اور کشف صریح سے فرمایا

اعیان ہمہ آئینہ و حق جلوہ گرست

با نور بود آئینہ صوراست

در چشم محقق کہ جدید البصر است

ہر اک دوازیں آئینہ آئینہ دگر است

حضرت جامیؒ کے اشعار کا خلاصہ یہ ہے کہ آئینہ ظہور حق میں خلق ظاہر ہے اور آئینہ ظہور خلق میں حق ظاہر ہے۔

فقط

کرامت اللہ خان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

(کچھ تعارف سلسلہ کمالیہ کا)

جنوبی ہندوستان میں سلسلہ کمالیہ کی اصل یہی قادریت ہے مگر رسمی نہیں حقیقی ہے۔ جمودی نہیں حرکی ہے اس سلسلہ کے اسلاف بخارا سے آئے اور کڑپہ اور رایچوٹی وغیرہ سے ہوتا ہوا قادریت کا یہ فیضان حضرت شاہ کمال الدین ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ ایک جانب ٹیپو سلطان شہیدؒ کی طلب پر میسور پہنچا اور دوسری جانب حضرت شاہ محمود اللہ بخاریؒ کے ذریعہ حیدرآباد میں اشاعت پذیر ہوا۔ جن کے خلیفہ حضرت شاہ کمال اللہ المعروف بہ مچھلی والے شاہؒ کے نام سے ہوئے جن سے حضرت محمد حسین صاحبؒ نے کسب فیض کیا۔ ان بزرگ کو ذریعہ بنا کر اللہ نے اس جوئے رواں کو دریائے بیکراں میں تبدیل فرمادیا۔ آپ کا وجود مسعود اسرارِ روحانی، معارف قرآنی، حقائق عرفانی اور فیوض یزدانی کا ایک ابر کرم تھا جو عوام وخواص سب پر برستا رہا اور ہر ایک نے اپنے ظرف واستعداد کے موافق استفادہ کیا۔ حضرت کے خلفاء میں حضرت سید حسن قادری، حضرت مولانا مناظر احسن گیلانیؒ، حضرت مولانا الیاس برنیؒ اور صاحبِ قرآن اور تصوف اور صدر شعبۂ فلسفہ جامعہ عثمانیہ حضرت ڈاکٹر میر ولی الدینؒ شامل ہیں اور سیدی ومرشدی حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحب نے بھی اسی سرچشمۂ فیضان سے تعلیم وتربیت پائی فیض اٹھایا اور ہم جیسے عاصیوں اور ناقصوں کو تعلیم دینے تربیت کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

حضرت سید جلال الدین میر سرخ بخاریؒ، حضرت سید کبیر الحقؒ، حضرت سید جلال الدین بخاری المعروف بہ مخدوم جہانیان جہاں گشتؒ، گرمکنڈہ ضلع چتور کے حضرت سید کمال الدین بخاری اولؒ، حضرت سید جمال الدین بخاری اولؒ، حضرت سید کمال الدین بخاری ثانی کمالؒ، حضرت سید عبدالدینؒ راچوٹی، حضرت سید برہان الدین حقانیؒ۔ یہ حضرات سب حضرت شاہ محمود اللہ بخاریؒ کے سلسلہ میں اوپر والے اولیاء کرام ہیں اور قادری سلسلہ کے تمام بزرگوں کے نام اور چشتی سلسلہ کے تمام بزرگوں کے نام شجرات کی صورت میں وضاحت وصراحت سے تحریر ہیں اور ہماری بیعت نامی کتاب میں مندرج ہیں۔ اللہ پاک اپنے کرم سے علم وعمل میں صحت اور ظاہر وباطن کی جامعیت عطا فرمائے اور اپنے خصوصی فضل ورحم سے قبول فرمائے۔

محمد کمال قاسمی

حضرت شاہ صوفی غلام محمدؒ کے چند احوال

آنکھوں میں نورِ حق کی چمک ، چہرہ بارعب اور نورانی ، سر میں خمدار زلفیں ، بھنویں پیوستہ اور گھنی ، ناک اونچی قُدسی ، گندمی رنگ ، موترا شیدہ ، ریش مبارک معیار سُنّت کو دکھانے والی ، قد موزوں ، معتدل القامت ، کسب و وھب دونوں سے ملا جلا بنا بنایا ورزشی جسم ، سادہ لباس میں ملبوس ، کلی دار کرتا پاجامہ ، اکثر و بیشتر پیوند لگے ہوئے کپڑے ، سر پر گول ٹوپی ، مسنون عمامہ ، پیروں میں کبھی چپل اور کبھی پرانی وضع کے سلیم شاہی یا سادی وضع کے جوتے پہنتے ، ابتداء میں شیروانی زیب بدن فرماتے پھر صدری کا استعمال کیا اور پھر مستقلاً صدری کا استعمال ہوتا رہا۔ ایک جیبی گھڑی ہوتی ۔ پنسل اور فونٹن جیب میں رکھتے ۔ کبھی نقوش اور تعویذات اور دعاؤں کے ضمن میں زعفران ، یا کالے ، یا سنہری یا کالی روشنائی کا استعمال کرتے ۔ ہر قسم کے مریض آپ سے رجوع ہوتے ۔

حکمت باطن تو کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی ۔ حکمت ظاہری سے بھی بقدر ضرورت واقف تھے اور ضرورۃً دیسی ادویہ اور دیہی نسخوں کو بھی اہمیت دیتے تھے ۔ ہمدرد اور ہومیو پیتھک دواؤں کی رہبری فرماتے ۔ نمازوں کا اہتمام ، ذِکر کا التزام ، تلاوتِ قرآن اس کثرت سے کرتے کہ اب اِس کے سوا دوسرا کوئی کام نہیں ۔

علم ظاہر کے اعتبار سے اگر چہ آپ کو کسی دینی ادارہ سے فراغت نہ تھی لیکن علوم ظاہر کے حاملین سے کم بھی نظر نہ آتے ۔ مگر اس سے کہیں زیادہ حضرت کو علوم باطن سے رابطہ اور نسبت مع اللہ اور علم لدنی کے اسرار سے آراستہ پیراستہ تھے ۔

بلند آہنگ بیانات، وجدانی تمثیلات اور عرفانی تفصیلات اس خوش اسلوبی سے پیش فرماتے کہ لوگ حیرت میں ڈوب جاتے۔ بیانات کے بعد دعاؤں کا بھی خاص اہتمام تھا بڑی رقت آمیز دعا فرماتے۔ دعا میں جب بے حد رقت آجاتی تو الفاظ دعا ادا کرنا مشکل ہوتا۔ اور خاص طور پر دیگر تمام ہی دعاؤں کے ساتھ حسب ذیل دعا فرماتے۔

اللھم اصلح امة محمد صلی اللہ علیه وسلم .

اللھم اغفر لامة محمد صلی اللہ علیه وسلم .

اللھم ارحم امة محمد صلی اللہ علیه وسلم رحمة عامة .

الہویت الٰہیہ، رسالتِ محمدیہؐ، آخرت اور انسانیت ان چار عنوانات پر اتنا کچھ سیر حاصل اور بالتفصیل ارشاد فرماتے کہ تین گھنٹوں کے بیانات بھی لوگوں پر گراں محسوس نہ ہوتے۔ سامعین ہمہ تن گوش ہوجاتے اور شوق بڑھتا جاتا۔

عیب جوئی، غیبت اور چغلی نہ کرتے نہ سنتے۔ غیر ضروری بات پر چہرہ متغیّر ہوجاتا۔

انفرادی، اجتماعی، دعوتی اور تبلیغی کام بڑے انہاک سے کرتے اور ضرورۃً رخصت کے دائرہ سے استفادہ کرتے، بیشتر عزیمت والے پہلو پر عمل فرماتے۔ حق گوئی آپ کا ہمیشہ وطیرہ رہا۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

مگر حق اس حکمت کے ساتھ پیش فرماتے کہ گویا حکمت آپ کو سکھائی گئی ہے۔ انتہائی سادہ بات بھی فرماتے اور ساتھ ہی ساتھ اس شعبہ کی اعلیٰ ترین بات

بھی ارشاد فرماتے کہ سامعین اور مستفیدین حسب ظرف واستعداد فائدہ اٹھاتے۔ نکاح کی مجلسوں میں کیا ہندو کیا مسلم سب شریک ہوتے تو اصلاح معاشرہ کے ساتھ ساتھ حقائق نکاح اور انسان اور انسانیت پر اتنی بشاشت سے فرماتے کہ سارے عالمِ انسانی کے لئے سراپا پیغام بن جاتے۔

جہاں والو محبت ہو محبت ہی محبت
دلوں کا بول بالا چاہتا ہوں

☆

اٹھو نفرتوں کی دیوار ڈھا دو
چلو پھر محبت کا جادو جگا دو

ہمارے ایک بزرگ دوست حضرت کے خصوصی ارادتمند حضرتؒ کے صاحب نسب مرید جناب محترم ڈاکٹر کرامت اللہ خاں صاحب زید مجدہ نے والد ماجدؒ اور ان کے متعلقہ احوال کے بارے میں مقدور بھر تحریر فرمایا ہے خدا کرے سب کے لئے باعث خیر واستفادہ بنے۔

شاہ محمد کمال الرحمٰن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

اپنے مرشد عالی مقام کے وصال دوام اور اپنی عارضی فرقت نظام کے پیش نظر کچھ وارادتِ قلبی صفحۂ قرطاس پر مرتسم ہو گئے تھے۔ جسے نہ تو سوانح کہا جا سکتا ہے نہ اس بات کا دعویٰ کہ حضرت والا کی باکمال زندگی کی کما حقہ عکاسی کی گئی ہے کسی نے سچ کہا ہے کہ بڑے لوگوں کی زندگی لمعہ برق کی طرح بے ساختہ ہوتی ہے کہ اس کی منظر کشی ناممکن نہیں تو بہت مشکل ضرور ہوتی ہے اور پھر نا چیز کم مایہ کے لئے جسے قلم پکڑنا تک نہیں آتا لیکن خالق حقیقی نے جو احسن الخالقین بھی ہے ہمیں نطق و گویائی عطا فرمائی ہے اور علم بالقلم کا جوہر انسان میں ودیعت فرمایا ہے قلب و ذہن کا تاثر، یا بہ الفاظ دیگر اپنے مافی الضمیر کو برسوں پیشتر جن شکستہ الفاظ میں بیان کر سکا پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ نہ ستائش کی تمنا ہے نہ صلہ کی پرواہ۔ بموجب تعلیم حضرت

جو کام بھی کرو وہ برائے خدا کرو
نیت ہر ایک کام میں قرب و رضا کرو

ڈاکٹر محمد کرامت اللہ خان

حضرت صوفی غلام محمد صاحبؒ کی ولادت باسعادت ضلع محبوب نگر تعلقہ کلواکرتی کے موضع کوڑہ میں بروز پنجشنبہ ۹؍رجب المرجب ۱۳۳۷ھ م ۲۰؍اکتوبر ۱۹۱۸ء کو ہوئی۔ بچپن کے ابتدائی ایام اسی موضع میں گزرے۔ ابتدائی تعلیم کے دوران مغل گدہ میں قیام رہا۔ اور حضرت نے اپریل ۱۹۳۲ء میں مدرسہ وسطانیہ مغل گدہ سے مڈل کا بورڈ امتحان کامیاب کیا پھر بوجہ عدم استطاعت، تعلیمی سلسلہ موقوف ہوگیا۔ پھر کچھ عارضی انتظام ہونے پر ادارۂ شرقیہ میں شرکت حاصل کرکے امتحان منشی پنجاب اپریل ۱۹۳۸ء میں کامیابی حاصل کی اور اسی پر تعلیمی سلسلہ بوجہ عدم استطاعت منقطع ہوگیا۔ معاشی خوشحالی و مرفعہ الحالی کا مزہ حضرت نے کبھی نہیں چکھا۔ منشی پنجاب کرنے کے بعد مغل گدہ ہی میں حضرت نے تجارت بھی کی۔ جس کے متعلق خود فرماتے ہیں۔ ''ڈیڑھ دو سال مغل گدہ میں سنت تجارت میں مشغولی رہی''۔ لیکن رزاق مطلق کو آپ سے کچھ اور ہی کام لینا تھا چنانچہ ۶؍جون ۱۹۴۲ء کو حضرت کا بحیثیت مدرس مدرسہ تحتانیہ بادے پلی پر تقرر عمل میں آیا اور آپ کی زندگی درس و تدریس سے وابستہ ہوگئی۔ مدرسہ میں بچوں کو درس دینا اور ماہر سن رسیدہ لوگوں کی افہام و تفہیم آپ کا مشغلہ رہا۔ یہاں تک کہ ۱۹۷۳ء ماہ اکتوبر میں آپ وظیفہ حسن خدمت پر سبکدوش ہوئے اور سارا وقت بندگان خدا کی خدمت و تربیت میں گزرنے لگا کہ رموز الوہیت ایک ایک فرد پر آشکار ہو جائیں اور اسی تڑپ کو لے کر آپ گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ گھومتے رہے۔

حضرت مولانا محمد حسین صاحبؒ اور مولانا ریاض الدین علی صاحب حسامیؒ کی

دو آتشہ صحبت بابرکت نے دینی ذوق اور تفقہ فی الدین سے بہرہ ور کیا۔

ایک موقع پر حضرتؒ نے فرمایا:

''احقر عین شباب میں صراط مستقیم کے شباب پر ڈال دیا گیا'' نیتجتاً احقر حضرت مولانا محمد حسین صاحب قبلہ ناظم ونپرتی کی خدمت میں حاضر ہوا'' جاننے والے جانتے ہیں کہ حضرت مولانا ناظم صاحبؒ کبھی عمومی بیعت کے قائل نہیں تھے اور ہمیشہ خصوصی بیعت آپ کا شعار رہا۔ یہاں تک کہ آپ نے بڑے بڑے مخصوص علماء کو اپنی ارادت میں لینے سے احتراز فرمایا۔ پھر ایک نوعمر (۱۸) سالہ لڑکے کو کیوں اپنی مریدی میں قبول فرمالیا۔ اور آپ پکار اُٹھے۔

مست است غلامؔ آہ بہ یک کاسۂ ناظمؔ

تو پیشرَوَ بادہ فروشاں چہ شناسی

اسطرح حضرتؒ نے بیک وقت اربعہ سلاسل کو اپنالیا۔ خود ارشاد فرماتے ہیں۔

فضل حق سے قادری ہوں اس لئے ☆ ہاتھ میں توحید کی تلوار ہے

شکر مولیٰ ہے کہ میں چشتی بھی ہوں ☆ دل میں اُلفت اور زباں پر پیار ہے

اور بفضل رب سہروردی بھی ہوں ☆ اس لئے دنیا سے دل بیزار ہے

نقشبندی ہوں بہ فیض مصطفےٰ ☆ اس لئے سب سنتوں سے پیار ہے

ہوں کمالیہ بہ فیض اولیاء ☆ آنکھ میں موجود کا دیدار ہے

اور حسینی اور حسنی بھی ہوں میں ☆ دل مرا قرآن سے سرشار ہے

نسبتیں حاصل بہت سی ہیں غلامؔ ☆ زندگی گلزار ہی گلزار ہے

سلوک و تصوف کے سلاسل میں سلسلہ قادریہ چشتیہ محتاج تعارف نہیں۔ جنوبی

ہند میں اس سلسلہ کی آمد کا حال حضرت ڈاکٹر غلام دستگیر رشید صاحبؒ سے سنیئے۔

''حضرت ٹیپو سلطان شہید کے عہد میں سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ کے دو معروف عارف باللہ بزرگ حضرت شاہ میرؒ اور حضرت شاہ کمالؒ صاحب مخزن العرفان تھے۔ اس فیض رساں سلسلہ کے یک باخدا صاحب کمال، کمال اللہ شاہؒ نے مچھلی کی تجارت ختم کر کے اپنا سارا وقت اور ساری صلاحیت معرفت الٰہیہ کی تعلیم اور طالبان حق کی تربیت کے لئے وقف فرمادی تھی۔

''جنوبی ہند میں شنکر اچاریہ کے نظریہ (وحدت الوجود) کی غلط تشریح کے باعث خالق اور خلق اور عبد اور رب کی تمیز مٹ رہی تھی۔ عینیت محضہ سے اباحیت پھیل رہی تھی۔ شریعت کی وقعت اور حلال و حرام کے حدود بھی کمزور پڑ گئے تھے۔ غیر مسلم بھائیوں میں دام مارگی مسلک پھیلنے لگا جس کا دوسرا نام اگھوری بھی تھا۔ اس کا اثر یہاں تک پھیل گیا تھا کہ ازدواجی رشتوں میں بھی حلال و حرام کی پابندی کا اُٹھ جانا یافت حق اور عینیت محضہ کا معیار بن گیا تھا۔ بعض نام نہاد صوفیاء کے حلقوں میں بھی یہ کچّے تصور کا زہر کچے کشتہ کی طرح جان لیوا ثابت ہو رہا تھا۔

''ان فتنوں کو مٹانے کے لئے شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ کی جامع تعلیم اور معارف کی بنیاد زیادہ تر حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ کی حکیمانہ معرفت پر جاری ہوئی۔ مچھلی والے شاہ صاحبؒ نے اس سلسلہ میں سعی بلیغ فرمائی۔ ان کی زبان پر مخزن العرفان کا یہ شعر اکثر تلقین کے سلسلہ میں جاری رہتا تھا۔

معرفت کی ہوا میں اڑنے کو
عینیت ، غیریت دو پر ہونا

''عثمانیہ یونیورسٹی کا قیام عمل میں آیا تو بعض بڑے فلسفیانہ دماغ اور فطرت شناس، حکیمانہ مزاج کے پروفیسر صاحبان اس حکیمانہ سلسلہ معرفت میں شرف بیعت

سے منسلک ہو گئے۔

''حضرت مچھلی والے شاہ صاحبؒ کے محترم خلفاء میں حضرت شاہ مولانا محمد حسین صاحب ناظم ونپرتیؒ عارف کامل اور عالم باعمل بزرگ تھے۔ طبیعت میں انتہائی سادگی تھی۔ صبغۃ اللہ کا سوا، ظاہری لباس میں کوئی مشائخانہ رنگ نہ تھا۔ چنانچہ صدر شعبۂ معاشیات استاذ محترم مولانا الیاس برنیؒ اور استاذ محترم وصدر شعبہ دینیات مولانا سید مناظر احسن گیلانی صاحبؒ آپ سے بیعت ہو گئے۔ علامہ مناظر احسن گیلانی بیان فرمایا کرتے تھے کہ میں تقریبا بیس (۲۰) سال سے مولانا محمد حسین صاحبؒ کی تلقین توحید اور تفہیم معرفت سن رہا ہوں ہر وقت قرآن مجید کے اس مقام کا نقشہ پیش نظر ہو جاتا ہے کہ ایمان پر ایمان کی زیادتی اور ترقی ہوتی جاتی ہے۔ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ جب حضرت شاہ محمد حسین صاحب کا وصال ہوا تو دوسرے دن آپ نے میرے نام ایک چٹھی میں لکھا کہ رشید صاحب! آج میں روحانی یتیم ہو گیا ہوں۔ واضح ہو کہ بلا کسی شاعرانہ مبالغہ کے سید مناظر احسن قبلہ جیسے جامع الکمال، مجتہد عالم و عارف، استاذ و خطیب سارے عالم میں صرف اتنے ہوں گے کہ انگلیوں پر گنے جا سکیں''۔

مولانا الیاس برنیؒ اور سید مناظر احسن گیلانیؒ کے علاوہ ڈاکٹر میر یوسف الدین صاحب صدر شعبۂ فلسفہ، مولانا سید حسن صاحب قادری اور دیگر کئی اکابرین جن میں مولانا سید سلیمان ندویؒ بھی ہیں نے حضرت محمد حسین ناظم ونپرتیؒ سے فیض اٹھایا ہے۔

ایک خط میں حضرت صوفی صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں کہ ''مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ بیعت سے پہلے ڈاکٹر میر ولی الدین صاحب نے حضرت محمد حسین صاحب

قبلہ سے تین مہینے تک بحث ومباحثہ کیا تھا اور آخر میں بیعت کر لی تھی۔ ان دنوں احقر بھی ڈاکٹر صاحب کے ساتھ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا''۔

الغرض حضرت صوفی صاحب قبلہ اپنے میڈل اسکول کے زمانہ طالب علمی سے حضرت ناظم صاحب قبلہ سے نیاز حاصل کرتے رہے اور اٹھارہ (۱۸) سال کی عمر میں بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضرت تحریر فرماتے ہیں۔ آخری مرتبہ حضرت سے ملاقات کر کے حیدرآباد سے مغل گدہ جا رہا تھا تو حضرت نے فرمایا تھا کہ تعطیلات کے بعد آپ آیئے ہم آپ کو خلافت دیں گے۔ لیکن اسی اثناء میں حضرت (ناظم صاحبؒ) کا وصال ہو گیا۔

حضرت ناظم صاحب قبلہ کے وصال کے بعد حضرت کے خلیفہ خاص سید حسن صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضری دینے لگی۔ چنانچہ ۷ رشعبان المعظم ۱۳۶۹ھ کو بیعت خلافت سے سرفراز فرمایا گیا۔ اس طرح حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنی باقی ساری زندگی بندگان خدا کی اصلاح میں تقریباً چالیس (۴۰) سال تک گزار دی۔ آپ کے مریدوں کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ آپ کے اکثر مرید آپ ہی کے رنگ میں رنگے ہوئے نظر آتے ہیں اور خود آپ پر سوائے صبغۃ اللہ کے دوسرا رنگ کبھی دیکھنے کو نہ ملا۔

حضرت قبلہ گاؤں گاؤں پھر کر جہاں بھی علم ہوتا لوگوں کو نرسو (نرسیّا) کی پوجا سے نجات دلاتے خود اپنے ہاتھوں ان مورتیوں کو نکال کھود کر اٹھاتے اور پھر ان حضرات کو افہام و تفہیم فرماتے۔ اس طرح آپ نے ہزاروں مورتیوں کو اپنے ہاتھوں کسر الاصنام کی سنت ابراہیمی علیہ السلام کی تعمیل میں لگے رہے۔

الوہیت الٰہیہ، ربوبیت رب الارب اور معرفتِ الٰہی کے علم صحیح کا وافر حصہ

حضرت والا کے دل و جان پر چھایا ہوا تھا تب ہی تو زبان قال سے اظہار ہوتا ہے۔

تا آنکہ نمی دانم ایک ہست و علیمے را

درجسم و دل و جانم انوار نمی بینم

عمومی بیانوں میں، نجی مجلسوں میں چلتے پھرتے کلام الٰہی کی تشریح و توضیح حضرت والا کا خاص وصف تھا۔ فرمایا کرتے یہ زمین و آسمان، حجر و شر بلکہ ساری کائنات اور کائنات کا ایک ایک ذرہ کلامِ الٰہی کی عملی تفسیر ہے اور یہ سب کا سب خاص حضرت انسان کی خدمت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ تو اس کے شکرانے میں انسان اپنے خالق کا حقیقی معنوں میں بندہ بن کر رہے۔ جتنا وہ اللہ کی مخلوقات سے استفادہ کا اہل بنتا جائے اتنا ہی بندگی میں بھی اضافہ کرتا جائے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

معیار بندگی کو بڑھایا نہ جائے جب

معیار زندگی کو بڑھانا حرام ہے

یہاں حضرت والا کی الوہیت الٰہیہ کی منظوم تشریح کا تذکرہ بے محل نہ ہوگا۔ جس کا ہر لفظ یقین کامل پر دال ہے۔

چراغ راہ یقیں لا الہ الا اللہ ☆ ہے عین نور مبیں لا الہ الا اللہ

نگاہ وشوق میں آٹھوں پہر ہے جلوہ نما ☆ فلک سے تا بہ زمیں لا الہ الا اللہ

اسی سے چونکہ ہیں ظاہر حقیقتیں ساری ☆ ہے وجہ حق کی جبیں لا الہ الا اللہ

وہ تجھ میں، اور تو اس میں رسے بسے ایسا ☆ جہاں ہو تو ہو وہیں لا الہ الا اللہ

یہی ہے قیصر و کسریٰ کے تخت کی کنجی ☆ شک اس میں کچھ بھی نہیں لا الہ الا اللہ

غلامؔ خوف نہ کر انقلاب امکاں کا ☆ ہے تیرے دل کا مکیں لا الہ الا اللہ

جہاں رب العزت کی شہادت بھی عطاء فرمائی ہے۔ اور خود اپنی محبت کو اتباع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر منحصر فرما دیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ۔ بعض مفسرین کرام نے اس نکتہ کو سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ اطاعت تو مارے باندھے بھی کی جاتی ہے لیکن اتباع بغیر محبت کے پوری طرح ممکن نہیں۔ پھر ایسا متبع رسالت مآب ﷺ جس کا نام نامی خود غلام محمد ہو اور جو سراپا اسم با مسمیٰ ہو اس کے عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ایک عاصی سے کیونکر ممکن ہے ہاں البتہ خود حضرت والا و ارادت قلبی کے اظہار سے یہ بات بخوبی سمجھ میں آ سکتی ہے تو لیجئے سنئے۔

وہ نہیں صاحبِ ایمان رسول عربی آپ کا عشق نہ ہو جس میں کسی طور سے بھی
وہ حقیقت میں ہے انسان رسول عربی کھل گیا جس پہ حقیقت میں تمہارا باطن
ہوں غلامؔ آپ کا ذیشان رسول عربی دونوں عالم میں مجھے آپ کی نسبت بس ہے
ایمان سے مراد محبت رسول کی اسلام سے مراد ہے نسبت خدا کے ساتھ
جانے ہم عبدہ سے حقیقت رسولؐ کی کہتے ہیں بعض لوگ نہ معلوم کیا تھے وہ
کیا ہو سکے غلامؔ سے مدحت رسول کی شاہوں سے جب بیاں نہ ہوئیں انکی خوبیاں

•••☆☆☆•••

شایانِ شانِ حق تھی عبادت رسول کی تئیس ۲۳ سال سجدۂ طاعت دراز تھا
ہوتی ہے اس طرح بھی زیارت رسول کی ہو کر فنا حضورؐ میں اپنے کو دیکھنا

•••☆☆☆•••

نبیؐ کی غلامی، فقیری میں شاہی ☆ ہیں آقا مرے شہنواز اللہ اللہ
انھیں کی بصیرت سے ان پر نظر ہو ☆ صلوٰۃ اور سلاموں کا راز اللہ اللہ

وہ مسجد نبی کی، وہ قربت نبیؐ کی ☆ غلاؔم اس میں تیری نماز اللہ اللہ

...☆☆☆☆...

غلاؔم محمدؐ ، محمدؐ میں گم ہو ☆ یہ نسبت، یہ اُلفت یہ مدحت مبارک

...☆☆☆☆...

نے زاہد مقدسم نے عابد مکرم ☆ سرمایہ حیات من این کہ منم غلاؔم تو

خلیل اللہ حضرت سیدنا ابراھیم علیہ الصلوۃ والسلام نے بارگاہ رب العزت میں معروضہ پیش کیا تھا کہ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۔اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل ﷺ کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور کوئی ڈھائی ہزار سال بعد آپ کے صاحبزادہ حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں حضور نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ارشاد ربانی ہوتا ہے۔هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۔ساری دنیا جانتی ہے کہ حضور ختمی مرتبت ﷺ نے اپنے فرض منصبی کو اس خوبی سے ادا فرمایا کہ اپنے وصال مبارک تک لاکھوں افراد کی ایک ایسی جماعت چھوڑی جن کے قلوب ایمان باللہ سے پُر تھے۔اخلاص کی دولت سے مالا مال تھے۔تمام صحابی اپنی ذات سے مزکیٰ اور حکمت سے لبریز تھے۔ایسے کہ جن کی شان میں خود باری تعالیٰ نے رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ فرمایا اور خود رسالت مآب ﷺ نے فرمایا اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ یعنی میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں ان میں سے تم جن کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ان بے غرض اور مخلص اصحاب کرامؓ کی کوششوں سے چار دانگ عالم میں اسلام کا پرچم لہرانے لگا۔قیامت تک اسلام کی بقاء اور کتاب الٰہی کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لے لیا ہے۔چنانچہ لوگوں کی ہدایت ان کے تزکیہ اور

حکمت کی تعلیم کے لئے بھی ہر زمانہ میں ایسے باخدا لوگوں کو وجود بخشا جاتا ہے جنھیں ہم ان کی اعلیٰ صفات کی بناء پر اولیاء اللہ کے نام سے جانتے ہیں۔ ہر اللہ والے اور ولی اللہ کا اصل کام بقول حضرت قبلہ ؎

کفر و بدعت، شرک و غفلت سے نکالے خلق کو

ہے یہی اعلیٰ کرامت اولیاء اللہ کی

مرور زمانہ کے ساتھ افراط و تفریط کی وجہ سے اس میدان میں بھی بہت سے جھول پیدا ہو گئے۔ علم صحیح کی ترویج ہر جاننے والے کا فرض منصبی ہے۔ حضرت علیہ الرحمۃ جہاں یہ فرماتے ہیں کہ۔

مری جان و مال قرباں اولیاء اللہ پر

مرا مسلک ہے محبت اولیاء اللہ کی

وہیں نہایت واضح الفاظ میں اس بات کی تلقین بھی کرتے ہیں کہ۔

اولیاء اللہ سمجھو اولیاء اللہ کو ☆ بس یہی ہے قدر و عزت اولیاء اللہ کی

اولیاء اللہ، غیر اللہ ہیں اللہ نہیں ☆ ہے الوہیت امانت اولیاء اللہ کی

فیض و برکت ان سے ہر حالت میں حاصل ہو مگر ☆ بے دلالت استعانت اولیاء اللہ کی

ان کے دل کا سوز لو، ان کی زباں کا ساز لو ☆ ہے یہی تو اصل برکت اولیاء اللہ کی

اولیاء اللہ، عبداللہ ہیں، اللہ نہیں ☆ عبدیت ہی ہے نہایت اولیاء اللہ کی

بے شریعت خرق عادت اور استدراج ہے ☆ باشریعت ہے کرامت اولیاء اللہ کی

الغرض حضرت والا ساری زندگی خود راہ ہدایت پر رہتے ہوئے اپنے متبعین کو بھی صحیح مسلک پر گامزن فرمانے کی سعی بلیغ فرمائی۔ آپ کا دل قوم و ملّت کے درد

سے بھرا ہوا تھا۔ ملّت کے ہر فرد میں عشق حقیقی پیدا کرنے آپ ہمیشہ بے قرار رہتے تھے۔ عامۃ الناس کی بے حسی درد بن کر زبان قال بن جاتی۔ فرماتے ہیں۔

عشق حق، عشق نبیؐ سے خالی
سطحی قلب و ذہن ہیں کچھ لوگ

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے

علم و عرفان میں ہے قحط رجال
ہائے اب ملک دکن کیا کہئے

یا پھر:

قوم اپنی غلام آج سنبھل ہی نہیں سکتی
جب تک کہ کوئی خون کے آنسو نہ بہائے

اصلاح معاشرہ میں دوسری چیزوں کے ساتھ آپ کی خصوصی توجہ شادی بیاہ کے بے جا رسوم کو توڑنا تھا۔ ’’ایک دفعہ ارشاد فرمایا جس قوم کو اپنے شادی بیاہ کے مسائل بھی معلوم نہ ہوں وہ کیا ترقی کرے گی‘‘۔ شادیوں کو سنت طریقہ پر بالکل شرعی انداز میں کروانے کا آپ نے رواج ڈالا۔ اکثر تو ایسا ہوا کہ بعد ظہر بات چیت ہوئی اور عصر کے بعد حضرت نے خطبۂ نکاح پڑھ کر دورِ صحابہ کی یاد تازہ فرما دی۔ جوڑے کی رقم تو دور کی بات، زیور اور کپڑوں کا، کھانے پینے میں غیر ضروری اسراف کا اور نام و نمود کا شائبہ تک دیکھنے کو نہیں ملتا۔

خود اپنے صاحبزادوں کی شادی کا موقع آیا تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ مولانا کمال الرحمٰن صاحب کے عقد نکاح میں سوائے حضرت کے کوئی رشتہ دار محفل عقد میں موجود نہیں تھا۔ حد تو یہ کہ خود نوشہ کو علم نہ تھا کہ تفسیر کلام پاک کے بعد مفسر

مدظلہ کا عقد ہونے والا ہے۔ درس تفسیر میں اس روز نوشہ کے خسر بھی تشریف فرما نہ تھے۔ گھر سے بلوائے گئے۔ عقد نکاح تکمیل کیا گیا رخصتی کے مراحل بعد میں طے کئے گئے۔ اسی طرح پوری سادگی سے آپ کے چاروں صاحبزادوں کے عقود انجام پائے۔ آپ کے حلقہ بگوشوں نے اس سادگی کو اپنا وطیرہ بنا کر بیسیوں شادیاں انجام دیں۔ اللہ کرے یہ سادگی شادی بیاہ کے معاملہ میں ساری قوم میں عام ہو جائے۔ حضرت اپنے کلام میں فرماتے ہیں۔

وہ سادگی، زندگی شاہ دو عالم
اللہ کرے اپنی نظر میں بھی سمائے
کس شان سے رخصت ہوئیں شہزادی عالم
یہ نور کے پُتلے ہمیں پیدل نظر آئے

ایک طویل سفر میں اس ناچیز کو دیوبند کے مدرسہ عالیہ کے مفتی صاحب کی صحبت نصیب ہوئی۔ تقریباً ہفتہ بھر دوسرے ارشادات کے ساتھ اہل دل بزرگوں سے نسبت قائم کرنے کی تلقین بھی ہوتی رہتی۔ ایک دفعہ احقر نے حضرت مفتی صاحب سے عرض کیا کہ اہل دل، واصل باللہ، بزرگ کی تلاش کیسے کی جائے۔ اس پر مفتی صاحب قبلہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرو، ہر نماز کے بعد دست بدعا ہو جاؤ کہ:

اللھم الھی والہ ابراھیمؑ و اسحقؑ ویعقوبؑ والہ جبرائیلؑ ومیکائیلؑ و اسرافیل علیھم السلام اسئلک ان تستجیب دعوتی فانی مضطر وتعصمنی فی دینی فانی مبتلی وتنالنی برحمتک فانی مذنب و تنفی عنی الفقر فانی متمسکن.

پورے اخلاص کے ساتھ اس کور چشم نے ہر نماز کے بعد اپنے خالق سے اس خصوص میں دعا کرنی شروع کی۔ ایک مرتبہ خواب میں ایک بزرگ کا روئے انور نظر

آیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ سرخ وسفید روشن چہرہ، گرد ریش مبارک، بڑی بڑی غلافی آنکھیں چہرہ بشرہ سے وجاہت ٹپکتی ہوئی سر پر سفید کپڑے کی ٹوپی، سفید کرتے میں ملبوس ایک بزرگ تشریف فرما ہیں۔ خواب تو یاد رہ گیا لیکن اس سے کوئی رمز نہ پاسکا۔ لیکن خواب کے کچھ ہی دنوں بعد جامع مسجد نظام آباد میں حضرت والا تشریف لائے۔ دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ اعلان ہوا کہ حضرت صوفی صاحب بعد نماز وعظ فرمائیں گے۔ امام صاحب نے ایک رکعت میں سورۃ الاعلی کی تلاوت کی تھی۔ حضرت نے فرمایا ابھی آپ نے سورہ اعلیٰ سنا۔ اصل بات تو یہ ہے کہ اس کے بعد کسی وعظ وتذکیر اور کسی بیان کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ لیکن ہم میں سے اکثر چھ سال سے لے کر ساٹھ سال کی عمر تک روزانہ مختلف سورتیں اپنی نمازوں میں دہراتے ہیں لیکن اس کے معنی ومطالب ومفہوم سے واقف نہیں رہتے۔ اسی لئے ضروری ہوجاتا ہے کہ کچھ نہ کچھ کہا جائے۔ پھر فرمایا کہ کم از کم ان سورتوں کے جو ہمیں یاد ہیں اور جنھیں ہم اپنی نمازوں میں اکثر پڑھتے رہتے ہیں معنی یاد کرلئے جائیں تو ہماری نمازوں میں تھوڑا بہت خشوع وخضوع آجائے۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ میں آپ کو گھر میں بیٹھ کر یاد کرنے یا اپنی دکان یا آفس میں بیٹھ کر پڑھنے نہیں کہتا۔ آپ تو صرف اتنا کیجئے کہ روزانہ ایک آیت کسی کاغذ کے پرزہ پر معنوں کے ساتھ لکھ لیں اور دکان یا دفتر جاتے ہوئے اور واپسی میں اتے ہوئے پڑھ لیا کریں۔ اس طرح محض سات دن میں آپ سورہ فاتحہ کے معنوں سے واقف ہوجائیں گے اور پھر چھوٹی چھوٹی سورتوں کے معنی بھی اسی طرح یاد کرلئے جاسکتے ہیں۔ حضرت والا کے بیان میں نہ گھن گرج تھی۔ نہ دقیق الفاظ کے مترادفات کی بھرمار لیکن چہرہ پر یقین کا نور اور آنکھوں میں سرور عشق کی جھلک صاف عیاں تھی۔

بعد میں حضرت سے درخواست کی کہ اس ناچیز کو اپنی سرپرستی عطاء فرمائیں۔

بہر حال ۲۸ ر ستمبر ۱۹۸۰ء کا وہ یادگار دن، حضرت والا نے اسی شان سادگی سے اس عاصی کو اپنے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ کمالیہ میں بیعت سے سرفراز فرمایا۔ ایک موقع پر اپنے دل و دماغ کی پراگندگی کا اظہار عرض خدمت کرنا چاہا تو ارشاد ہوا زیادہ گڑ بڑ کرنے کی ضرورت نہیں جو معمولات بتلائے گئے ہیں خاموشی سے کرتے رہو۔ دوسرے معنوں میں حضرت قبلہ نے خیر الامور اوسطہا کی اس ناچیز کو تلقین فرمائی۔

کچھ عرصہ بعد احقر کے ایک ساتھی نے بھی حضرت والا سے بیعت کا ارادہ کیا۔ چنانچہ نظام آباد سے حیدر آباد حضرت کے دولت کدہ پر حاضر ہوئے۔ معلوم ہوا کہ حضرت منکتھل تشریف لے گئے ہیں۔ احقر کے ساتھی جو اپنی دھن کے پکّے تھے فی الفور منکتھل جانے پر مُصر ہوگئے۔ چنانچہ شہسوار شوق نے ہمیں منکتھل پہنچا دیا۔ سارے اسفار میں حضرت قبلہ کا قیام ہمیشہ مساجد ہی میں ہوتا تھا۔ یعنی اللہ والا، اللہ کے گھر کے سواء کہیں اور ٹھہرنا اپنی بندگی کے منافی سمجھتا تھا۔ ہم بعد عصر وہاں پہنچے۔ بعد مغرب حضرت والا کا بیان ہوا۔ الغرض جب اپنے ساتھی کو حضرت کی خدمت میں پیش کیا کہ وہ حضرت قبلہ سے بیعت ہونا چاہتے ہیں تو ارشاد ہوا کہ موصوف استخارہ کریں۔ ادباً عرض کیا موصوف بڑی دور سے حاضر خدمت ہوئے ہیں اور پھر خود حضرت والا کا ارشاد ہے

جب اپنا کسی کو بنانے کی سوجھے

چلا جا وہاں گنگناتا چلا جا

تبسم فرمایا اور کہنے لگے تو آپ چاہتے ہیں کہ ان سے بیعت لے لی جائے۔ مگر آپ کے دوست تو بزرگوں کے صحبت یافتہ معلوم ہوتے ہیں۔ یہ واقعہ ہے کہ

میرے دوست حضرت جی مولانا یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص تھے۔

اسی نشست میں اپنی پہلی اور آخری ایک منظوم کوشش ''مناجات کرامت'' حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔ اگرچہ اس میں خود نظم کا قافیہ ہی تنگ ہے جو اس طرح ہے۔

الٰہی کرم کی نظر چاہتا ہوں ☆ میں تیرا کرم بیشتر چاہتا ہوں
گنہگار ہوں میں مگر پھر بھی مولیٰ ☆ گناہوں سے صرفِ نظر چاہتا ہوں
میں بندہ ہوں تیرا، تو آقا ہے میرا ☆ تیری بخششوں کا اثر چاہتا ہوں
نبیؐ کی دعا تھی ہو اُمت کی بخشش ☆ میں ان کی دعا کا اثر چاہتا ہوں
میں جاہل ہوں مولیٰ تو عالم ہے بے شک ☆ تیری ذات کا راہبر چاہتا ہوں
کسقدر عالی ہے صوفی کی نسبت ☆ میں نسبت کا ان کی ثمر چاہتا ہوں
نظر ذات پر ہو زباں پر ہو اللہ ☆ جو دم نکلے سجدہ میں سر چاہتا ہوں
تو راضی ہو مجھ سے میں راضی ہوں تجھ سے ☆ تیری رضا میں بسر چاہتا ہوں
یہ ممکن کا قضیہ تو اپنے لئے ہے ☆ تو فرمادے کن یہ امر چاہتا ہوں

کرامتؔ بھی واصل بہ حق ہوگا اک دن
الٰہی میں شوق سفر چاہتا ہوں

ملاحظہ کر کے فرمانے لگے ہمارے دردؔ صاحب کو پڑھئے ان کی گفتگو بھی اشعار میں ڈھلتی ہے۔

اسی دوران اذان شروع ہوئی۔ حضرت قبلہ لیٹے ہوئے تھے جوں ہی اللہ اکبر کی آواز سنی اس عجلت کے ساتھ آپ نے اُٹھنے کی کوشش فرمائی کہ بس وہ کیفیت آج

تک آنکھوں میں ہے۔ بے ساختہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد یاد آ گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں بیٹھے ہوئے گفتگو فرمارہے ہوتے جوں ہی اذان کی آواز آتی آپ ایسے ہوجاتے گویا ہمیں جانتے ہی نہ ہوں۔ قول و فعل کا حسین امتزاج ایسا بھی ہوتا ہے حضرت والا کا شعر ملاحظہ ہو

کمر باندھے ہوئے ان کے اشارے تاکتے رہنا
عبادت اس کو کہتے ہیں عبادت ایسی ہوتی ہے

ایک مرتبہ راجندر نگر سے سیدھا حضرت والا کے درِ دولت ٹپہ چبوترہ پہنچا۔ حضرت والا سے مل کر ایسی خوشی ہوئی کہ بے ساختہ حضرتؒ سے درخواست کرنے لگا کہ حضرت کبھی غریب خانہ پر بھی قدم رنجہ فرمائیں۔ اِدھر مدعا بیان ہی ہوا کہ حضرت فرمانے لگے ضرور چلیں گے۔ عرض کیا کب ارادہ فرمائیں گے۔ جواب ملا ابھی چلیں گے۔ عرض کیا ابھی آٹو لاتا ہوں چلنے لگا تو حضرت نے فرمایا آٹو نہ ملے تو رکشہ ہی لالو۔ دعا کرتا ہوا نکلا کہ آٹو مل جائے۔ آٹو لایا۔ حضرت والا تشریف فرما ہوئے۔ گھر آیا چند گھنٹے اللہ والا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ گھر میں بس گیا، دل میں بس گیا، دماغ میں بس گیا، میری والدہ محترمہ، اہلیہ اور بچوں نے حضرت کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ واضح باد کہ اس زمانہ میں حضرت حالت جذب میں رہا کرتے تھے۔ مغرب سے پہلے ارشاد ہوا یہاں کون کونسی مساجد ہیں۔ عرض کیا کہ گھر کے پچھواڑے درگاہ یوسفینؒ کی مسجد ہے۔ کچھ دور سلطان نواز جنگ کی مسجد ہے اور پھر مسجد ٹیک بغدادی ہے۔ لیکن چونکہ حضرت والا کے جسمانی ضعف کے مدنظر، مسجد ٹیک کی سیڑھیاں چڑھنا مجھے دشوار نظر آرہا تھا اس لئے سب سے آخر میں اُس کا ذکر کیا۔ حضرت نے فرمایا مسجد ٹیک جائیں گے۔ بہرحال رکشہ سے مسجد گئے۔ اثناء راہ میں حضرت

دریافت فرماتے رہے کہ اس مسجد میں موذن صاحب کون ہیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ جناب محبوب احمد صاحب موذن مسجد ٹیک حضرت کے مرید ہیں۔

ایک مرتبہ حاضر خدمت ہوا تو فرمانے لگے چلتے پھرتے اکثر لَـــهٗ مَـــافِـی السَّمٰوٰاتِ وَمَافِی الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا وَمَاتَحْتَ الثَّرٰی پڑھتے رہئے۔

کہاں تک سنایا جائے ہم عامیوں سے حضرت والا بس ایسے ہی ملتے کہ سیدھے سادے بزرگ ہیں خود فرماتے ہیں۔

رہتے ہیں پوشیدہ اصحاب کمال
ہر جگہ تابندگی اچھی نہیں
کشف وکرامت غیر ہیں حاصل نہ ہوں تو غم نہ کر
دل عشق سے آباد رکھ اللہ بس باقی ہوس

عشاق کی صفت، محبوب حقیقی کی مرضی کو اپنی مرضی بنانا ہے اور جب محبوب راضی ہو جاتا ہے تو پھر عاشق کا کیا پوچھنا۔

کوئی پوچھے ایاز سے جاکر
ہوگیا جو غلام کیا نہ ہوا

چنانچہ حضرت علیہ الرحمہ کی روزمرہ زندگی کا مطالعہ کر کے جو حضرات حلقہ بگوش اسلام ہوئے ان میں حضرت عبدالباسط صاحب ایم اے بی ایڈ حلفیہ فرماتے ہیں کہ تاریخ قبول اسلام سے آج تک ان کی اور ان کی اہلیہ کی ایک وقت کی نماز قضاء نہیں ہوئی۔ موصوف نے شاید ۱۹۷۴ء میں حضرت کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا تھا۔ عمومی طور پر یہی حال حضرت والا کے تقریباً سارے ارادت مندوں کا ہے۔ جسے دیکھئے شریعت کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہے سنتوں میں غرق ہے۔ بدعات کو

اپے پاس پھٹکنے نہیں دیتا۔ قرآن فہمی کو اپنا شعار بنائے ہوئے ہے اور ہر ایک کو دھن لگی ہوئی ہے کہ علیم تک رسائی حاصل کرلے کیونکہ خود حضرت کا ارشاد ہے

خدا کے علم کو لے کر بنے گا نورانی

خدا کو لے جو یقیناً وہ نور ہوجائے

مستثنیات سے قطع نظر اکثر فی زمانہ یہ مشاہدہ ہے کہ مشائخین کرام کی اولاد بڑے پیمانہ پر جنٹلمن بنی پھرتی ہے اور کہنے والوں کو کہنا پڑتا ہے

زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

لیکن جس کے عمل کا دارومدار کلام ربانی پر ہو اور جو قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا پڑھ چکا ہو اور جو اس بات کا قائل ہو۔

کفر و بدعت، شرک و غفلت سے نکالے خلق کو

ہے یہی اعلیٰ کرامت اولیاء اللہ کی

پھر وہ غلام محمد یہ کیونکر گوارہ کرسکتا ہے کہ اس کی نسبی اولاد جادۂ حق سے سرمو انحراف کرے اور اپنے لئے باقیات الصالحات کا ذخیرہ نہ ہو۔ چنانچہ الاعمال بالنیات کے ثمرہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت علیہ الرحمہ کی اولاد باصفا کو اپنے دین کی خدمت اور بندگان الٰہی کے سدھار کے لئے بوجہ احسن قبول فرمایا اور درخشاں ستاروں کی طرح سرزمین دکن پر جلوہ فگن فرمایا۔ جن کے اسماء گرامی سے شاید ہی یہاں کوئی ناواقف ہو جن میں ہر ایک اسم بامسمیٰ ہے۔

(۱) مولانا محمد کمال الرحمٰن قاسمی مدظلہ العالی فارغ دیوبند، جنھیں حضرت علیہ الرحمہ خود مولانا کہہ کر مخاطب فرمایا کرتے۔

(۲) مولانا حافظ محمد جمال الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی فارغ مفتاح العلوم

جلال آباد (یو پی) جن کی خاموش خدمت دین کے سلسلہ میں علماء ربانی کی تعداد میں انشاء اللہ اضافہ ہوتا رہے گا۔

(۳) مولانا حافظ مفتی محمد نوال الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی فارغ مفتاح العلوم جلال آباد (یو پی) موصوف کی قرآن فہمی وعلم تفسیر کا ایک زمانہ معترف ہے۔

(۴) مولانا حافظ محمد ظلال الرحمٰن صاحب جو حال ہی میں فارغ تعلیم ہوکر خدمت دین میں لگے ہوئے ہیں۔

صاحبزادیوں میں دو حافظ قرآن پاک ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس خاندان کو نفس و شیطان کے شرور سے محفوظ فرما کر سارے مسلمانوں کے لئے خیر کثیر فرمائے اور ہر مسلمان کو تفقہ فی الدین نصیب فرمائے۔

مولانا حمید الدین صاحب حسامی عاقل مدظلہ العالی نے حضرت قبلہ کا تعارف کرواتے ہوئے بالکل بجا فرمایا ہے کہ "حیدر آباد کے اہل دل بزرگوں میں واعظ باعمل صوفی صافی، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بدعت مولانا غلام محمد صاحب صوفی دامت برکاتہ اپنا ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔ ان کی زندگی کی ہر ساعت عبادت و ریاضت میں بسر ہوتی ہے۔ باوجود سرکاری ملازمت کے تبلیغی کام بڑے انہماک اور دلچسپی سے کرتے ہیں۔ دوسروں کے لئے تعطیلات آرام و تفریح کے پروگراموں کی تکمیل کے لئے ہوتے ہیں لیکن موصوف کی تعطیلات دیہاتوں اور قصبوں میں ایثار و تبلیغ کی نذر ہوجاتے ہیں۔ سرمائی اور گرمائی تعطیلات کی طوالت اور دیگر عام تعطیلات کی کثرت بھی ان کی تبلیغی سرگرمیوں کے لئے کافی نہیں ہوتیں۔ اس لئے اس کی تکمیل کے لئے موصوف کو اپنی تمام عام و خاص رخصتوں

کے علاوہ بلا تنخواہ رخصتیں حاصل کرنی پڑتی ہیں۔ آگے فرماتے ہیں ''میں نے ایک دن مولانا سے کہا تھا کہ اصل تبلیغ اور محبت تو آپ کی ہے۔ سیکل پر، بنڈی میں پیدل ناقابل عبور و مرور راستوں سے اندرونی دیہاتوں میں جا کر آپ تبلیغ و اصلاح کا کام کرتے ہیں اور ہم بڑے بڑے تعلقوں اور شہروں میں دعوت پر جاتے ہیں اور چند کلمات خیر کہہ کر واپس ہو جاتے ہیں''۔

خود حضرت قبلہ فرماتے ہیں

خدمت خلق کے انداز بہت سے دیکھے سب سے اونچا جسے پایا وہ ہے کار تبلیغ
کام کا وقت ہے یہ اور یہی وقت کا کام اپنے اوقات ہوں سارے ہی نثار تبلیغ
راز اک خاص غلام اس میں نظر آتا ہے عرشِ اعظم کو ہلاتا ہے یہ تار تبلیغ

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے اَللّٰہُ یَجۡتَبِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ وَیَهۡدِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یُّنِیۡبُ ۔یعنی اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے جسے چاہتے ہیں کھینچ لیتے ہیں اور جو شخص رجوع کرے اسکو اپنے تک رسائی عطا فرماتے ہیں۔ چنانچہ مشاہدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خود کسی کو منتخب فرمالیتے ہیں تو اس کی تربیت کا باضابطہ شروع ہی سے انتظام فرمادیتے ہیں۔

شیخ محمد ابراهیم ذوقؔ نے کہا تھا:

رہتا قلم سے نام قیامت تلک ہے ذوق
اولاد سے تو ہے یہی دو پُشت چار پُشت

ایسی حامیٔ سنّت و ماحیٔ بدعت حاملین قرآن وسنّت اولاد کے ساتھ ساتھ اللہ رب العزت نے حضرت علیہ الرحمہ کو علم بالقلم کے وصف سے بھی متصف فرمایا تھا۔ چنانچہ آپ ایک بہترین مقرر اور واعظ ہی نہ تھے بلکہ صاحب تصنیف اور اہل

قلم بزرگ بھی تھے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ اپنے بندوں کو آپ کی تصانیف سے زیادہ سے زیادہ فیضیاب فرمائے۔ آپ کی تصانیف درج ذیل ہیں۔

۱۔ کلام غلام

حفیظ ہوشیار پوری نے کہا تھا۔

دل سے آتی ہے بات لب پہ حفیظ
بات دل میں کہاں سے آتی ہے ؟

یہ تعلّی نہیں حقیقت ہے کہ حضرت والا کا ہر شعر ایک خزانۂ حکمت ہے۔ حضرت فرماتے ہیں۔

شعر کیا ہے خزانہ حکمت
کس ولی پر یہ باب وا نہ ہوا

حضرتؒ کے کلام کے متعلق شاعر نغز گفتار جناب مولوی محمد عبدالغفار صاحب رفیقؔ حیدرآبادی بالکل صحیح فرماتے ہیں۔

کیا مفتخر ادب سے محمدؐ کا ہے غلام
جس کے سخن کی خوبی میں حق کا پیام ہے
تاریخ کہہ رہی ہے حقیقت میں اے رفیقؔ
حامیٔ دیں کلام غلاؔم ہے

۱ ۹ ۳ ۱ ھ

۲۔ تنویر سبع مثانی

اللہ پاک نے جس سورت کو قرآن عظیم اور سبع مثانی فرمایا ہو اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لَاصَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ کہہ کر اس سورت کے بارے

میں اہمیت بتائی ہے۔ اس کے انوار کا کیا پوچھنا جس نے سورۂ فاتحہ کا فہم حاصل کرلیا اس نے اپنا روحانی رابطہ استوار کرلیا۔ حضرتؒ نے تنویر میں اس حقیقت کو آشکار کرنے کی سعی بلیغ فرمائی ہے۔

اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے صدق جدید لکھنو اپنی اشاعت ۲۸ / ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ م ۶ / مارچ ۱۹۸۱ء میں رقمطراز ہیں کہ ''یہ تفسیر علوم تفسیر سے بھی زیادہ صوفیانہ اسرار و رموز کی حامل ہے اور اپنی نوعیت میں تقریباً منفرد ہے۔ اس کے اکثر مندرجات غالباً کسی دوسری تفسیر میں نظر نہ آئیں گے۔ اس کتاب کے پڑھتے پڑھتے آپ کئی عوالم کے سیر فرمائیں گے اور ایک ایسے عالم میں غرق ہو کر رہ جائیں گے جسے عالم تحیر کہتے ہیں''۔

۳) تبرکات حرمین:

جن مقامات کو خود اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محترم قرار دیا ہو ان کے برکات کا کیا پوچھنا۔ اس کتاب کی افادیت کا حال حضرت مولانا سید ریاض الدین علی صاحب حسامی خلیفہ حضرت مولانا حسام الدین صاحب فاضلؒ اور استاذ حضرت صوفی صاحب قبلہ کی زبانی سُنئے۔ ''عزیزی الحاج میاں غلام محمد صوفی ادام اللہ فیوضہ دیکھنے میں تو خاکسار نظر آتے ہیں لیکن حقیقت میں ہیں شہسوار۔ نہ تو سر پر دستار فضیلت ہے، نہ جسم پر جبۂ مشیخت، مگر سینہ ہے گنجینۂ معرفت۔ کسب حلال کے لئے کشمکش حیات میں سب کے ساتھ برابر شریک مگر دست بکار تو دل بیار۔ ان کا قال ان کے عقیدت مندوں میں حال پیدا کر دیتا ہے مگر کیا مجال کہ جادۂ شریعت سے سرمو انحراف ہو۔

''زیرنظر کتاب میں انھوں نے اپنے واردات قلبی کو قلمبند کیا ہے جو بزمانۂ

حج حرمین شریفین میں وقتاً فوقتاً ان کے قلب پر وارد ہوتے رہے اور ان واردات کو حرمین شریفین ہی میں لوحِ دل سے صفحۂ قرطاس پر منتقل بھی کرلیا گیا۔

''اگر آج کے سفر میں یہ کتاب ساتھ رہے تو توقع ہے کہ حاجی کے لئے ایک تذکیر کرنے والے رہنما کی طرح ثابت ہوگی''۔

۴) اسرارِ خطبۂ نکاح

حضرت علیہ الرحمہ جس طرح تیس ۳۰ سال تک اعزازی طور پر عیدگاہ مغل گدہ میں اور دیگر مقامات پر خطبات جمعہ دیتے رہے، خطبۂ نکاح اور اس کی تشریح بھی فرمایا کرتے تھے۔ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خطبۂ نکاح میں انسانی زندگی کے سارے مسائل کا کامیاب حل رکھ دیا ہے اور علوم وفنون کے دریا بہادیئے ہیں بشرطیکہ اس خطبہ کو برہمنوں کے منتر کی طرح محافلِ عقد میں پڑھ دینے اور سن لینے کے بجائے اس کا مطلب سمجھا جائے اور حقیقت پانے کی کوشش کی جائے۔

جناب عبدالحئی صاحب ایم اے لکچرار نے تعارف کتاب کے سلسلہ میں بالکل صحیح فرمایا ہے کہ ''یہ ہماری کم نصیبی ہے کہ خطبۂ نکاح میں چھپے ہوئے حقائق و اسرار کی آگ ہمارے دلوں تک نہ پہنچ سکی۔ اگر پہنچ جاتی تو خواہشاتِ نفسانی کے اس خس وخاشاک کو جلاکر خاکستر کردیتی جس کے نیچے اُمّت کی اکثریت کے ایمان کی آخری چنگاری بجھنے کے قریب ہے''۔

الغرض نکاح کو عبادت بنانا ہو تو اس کتاب کا مطالعہ اکسیر ہے۔

۵) مکاتیبِ عرفانی

کتاب اسم بامسمیٰ اس طرح ہے کہ اس میں حضرت والا کے مکتوبات بنام

مرشد حضرت سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے جوابات سالکین راہِ طریقت کے لئے مشعل راہ ثابت ہوں گے۔

٦) مکتوبات غلام

ان خطوط کا مجموعہ ہے جو حضرت علیہ الرحمہ نے اپنے مریدین و معتقدین کے نام لکھے ہیں اور ہر خط آئینہ علم صحیح اور چشمۂ معرفت الٰہی ہے۔

ان کے علاوہ سلسلہ کی دوسری کتابیں معارف حقانی اور گنجینۂ خیر کثیر ہیں۔

حیرت یہ سب کچھ کب اور کیسے
کہہ دیجئے گا فیض غلامی

تاریخ وصال

ایسے جیو کہ تم پہ فرشتے پڑھے درود
اللہ بھی درود پڑھے یوں مرا کرو

پنجشنبہ ۱۷ اگست ۱۹۸۹ء م ۱۴ محرم الحرام ۱۴۱۰ھ کا دن طلوع ہو رہا تھا کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سچّی غلامی رکھنے والی ہستی اپنی ۷۲ بہتر سالہ کدو کاوش کے بعد اخروی سفر پر روانہ ہوگئی اور جنھیں ہم صوفی غلام محمد صاحب مدظلہ العالی کے نام نامی سے یاد کرتے ہیں۔ بھیگی آنکھوں کے ساتھ حضرت صوفی غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ کہنے پر مجبور ہو گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت والا کا دنیا سے اٹھ جانا ہمارے لئے ناقابل تلافی نقصان ہے۔ حضرت کی زندگی بندگان خدا کے لئے رحمت تھی برکت تھی سعادت تھی راحت تھی خیرات و برکات کا ذریعہ تھی۔ حضرت کی زندگی کے بہت سے پہلو تابناک تھے اور

بعض گمنام گوشے بھی ۔ اپنی صلاحیت کے بقدر قدرے اُجاگر کرنے کی احقر نے سعادت حاصل کی ہے کہ ان کی زندگی سب کے لئے مشعل راہ ہو اور کم از کم اتنا تو ہو کہ ہمارے قلوب میں تعلق مع اللہ کا احساس جاگ اٹھے ۔ حق تعالیٰ حضرت کو درجات عالیہ نصیب فرمائے ۔ ان کے طفیل ہماری زندگیوں کو انسانیت اور روحانیت سے روشن کردے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہمارے شیخ کی ایک جھلک

حضرت تھے اک مردِ دانا حال تھا اُن کا بس مستانہ
سادگی اُنکی دیکھ کے سمجھیں جیسے کوئی ہو دیوانہ
آنکھیں تھی مخمور سی اُنکی محور اُن کا کوئی نشانہ
حرص دینی مزاج اُنکا کوئی ڈھونڈے جیسے بہانہ
خطاب اُن کا لگتا جیسے بانٹ رہے ہوں کوئی خزانہ
سانسیں اُنکی ذاکر و شاغل جیسے ہو خود سانس ہی دانہ
ہر ایک لیتا فیض عرفاں جس کا جیسا تھا پیمانہ
اُن کا احسان مجھ پر ہے یہ قلب میرا ہے اُن کا نشانہ

کمالؔ ہے بس غلام کا یہ
رو دیوانہ پر ہے سیانہ

تصنیفات

عارف باللہ حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحبؒ

۱) شجرہ
۲) ملفوظات
۳) کلام غلام
۴) آ ئینہ غلام
۵) نجات اور درجات کا راستہ
۶) مکتوبات غلام
۷) مکاتب عرفانی
۸) متاع کمال
۹) تبرکات حرمین
۱۰) بحر معرفت
۱۱) کلمۂ طیبہ
۱۲) مقام انسانیت
۱۳) تنویر سبع مثانی
۱۴) ردّ قادیانیت
۱۵) اسرارِ خطبۂ نکاح
۱۶) خطوط غلام مرشد کے نام

ملنے کا پتہ

حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم

Khateeb Masjid-e-Alamgeeri, ITI, Mallepally, Hyderabad.

H.No. 19-4-281/A/39/1, P.O. Falaknuma, Nawab Saab Kunta,
Near Saleheen Colony, Hyderabad-53. A.P.
Phone: +91 040 24474680